حافظ محمد اقبال رنگونی ۔ مانچسٹر

تہذیب جدید کے تماشے

برطانیہ کے مذہبی رہنماؤں نے غیر اخلاقی حرکت کو سند جواز دینے کا اعلان کر دیا

کسی قوم اور معاشرے کے صحت مند ہونے کا پتہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس قوم اور معاشرے کا مذہب سے کیا تعلق ہے ۔ جس قوم کا مذہب سے گہرا تعلق ہوگا وہ قوم اچھے اخلاق و کردار اور اعلیٰ صفات کی حامل ہوگی ۔ اور جس قوم کا مذہب سے تعلق رسمی طور پر بھی باقی نہ رہے بلکہ اسے ایک دقیانوسی خیالات کہہ کر اس کا مذاق اڑایا جائے تو سمجھ لیجئے کہ وہ قوم شرافت و دیانت صداقت و امانت اور شرم و حیاء سے بالکل عاری ہو چکی ہے ۔ اب ان کے نزدیک برائی اور بدی اچھائی کے زمرے میں آجاتی ہے ۔ ہر بے انصافی انصاف کے نام پر قبول کر لی جاتی ہے ہر بے حیائی بے شرمی کو تہذیب جدید اور مہذب دنیا کا تقاضا کہہ کر اسے نہ صرف گوارا کر لیا جاتا ہے بلکہ اسے قانونی شکل دینے کے فیصلے بھی کر لیے جاتے ہیں ۔

اس بیان کی روشنی میں اگر ہم آج یورپ کے ماحول پر ایک نظر دوڑائیں تو صاف نظر آتا ہے کہ یورپ کا معاشرہ مذہب اور مذہبی خیالات سے کچھ اس قدر دور جا چکا ہے کہ واپس آنا ان کے لیے ناممکن بن چکا ہے ۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اگر مذہب کے مطابق زندگی چلے تو دور جدید کے تقاضے پورے نہیں ہوتے اور دور جدید کے تقاضے پورے کیے جائیں تو پھر مذہب کو لازماً خیرباد کہنا پڑتا ہے ۔ چنانچہ دور جدید کو مذہب پر غالب کر دیا جاتا ہے اور زندگی گزارنے کے نئے اصول و قواعد وضع کر لیے جاتے ہیں ۔ ان میں کوئی نہیں جو اپنے معاشرے کو مذہب کی طرف راغب کرنے کے لیے اپنا قدم اٹھائے اور اس معاشرے کو بد اخلاقی کی انتھاہ گہرائیوں میں گرنے سے بچا لے ۔ یوروپی معاشرے نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کے ملک اور شہر میں مذہب کے نام پر کوئی آواز نہ اٹھنے پائے اور جہاں سے مذہب کے نام پر کوئی آواز اٹھے اور اخلاق و شرافت کا درس دیا جائے ۔ مذہب کے اصولوں پر پابندی کے ساتھ عمل کیا جائے تو یہ معاشرہ اسے مذہبی جنونی اور بنیاد پرستی کا طعنہ دیتا ہے ۔ تاکہ مذہب اپنا حلقہ وسیع نہ کر پائے اور یورپ کی اس بدکتی ... کو کوئی ٹھہراؤ نہ مل سکے ۔

برطانیہ اور یورپ کے اس آزاد ماحول میں جہاں مذہب بیزاری ایک فیشن کی صورت اختیار کر چکی ہے ان اپنے مذہبی رہنما بھی اسی ڈگر پر چل پڑے ہیں۔ انہوں نے اپنے نوجوانوں کو مذہب سے تعلق پیدا کرانے یا ان مرنے کے بعد کی زندگی کا یقین راسخ کرانے میں کسی قسم کی دلچسپی کا اظہار کیا نہ انہیں یہ یاد دلایا کہ مرنے کے بعد زندگی ہے جہاں برائی کا بدلہ برائی کی صورت میں اور بھلائی کا بدلہ بھلائی کی شکل میں سامنے آنے والا ہے۔ ان کی گاہوں میں کبھی یہ آواز نہ اٹھی کہ عمل اور رد عمل کا آپس میں کتنا گہرا تعلق ہے۔ اس کے بجائے یہ ہی کہا گیا کہ مسیح کی طرف سے کفارہ کی صورت میں آگے بڑھ چکے ہیں اور ہمارا ہر گناہ معاف کرا چکے ہیں جس سے مذہب بیزار اس بات پر مطمئن ہو گیا کہ اگر مذہب نام کی کوئی شئے ہے بھی۔ تو بھی فکر کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ مسیح ہمارے تو معاف ہی کرا چکے ہیں پھر پکڑ کس بات پر ہو گی۔ ۔ اس عقیدے کی بناء پر یہ نوجوان (خواہ وہ اسکول سے ہو کر آوارہ گردی کرتا ہے خواہ ابھی اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہا ہے) ہر وہ کچھ کر گزرتا ہے جس سے شرافت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ حال میں روزنامہ ٹائم میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں برطانیہ کے اسکولوں میں تعلیم حاص والے نوجوانوں کی تعلیمی اور اخلاقی معیار کا ایک جائزہ لیا گیا۔ اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ برطانیہ میں نوجوانوں کا تعلیمی او معیار ناقابل بیان حد تک گر چکا ہے۔

رہی بات برطانیہ کے مسیحی مذہبی رہنماؤں کی تو انہوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ نوجوانوں کی دن بدن گرتی ہو پوزیشن کو بحال کرنے کا بس ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے وہ یہ کہ حالات کو مذہب کے تابع کرنے کے بجائے مذ کو ہی حالات کے تابع بنا دو۔ خواہ پھر مذہب کے کتنے ہی اصولوں کا خون کیوں نہ ہوتا ہو۔ وہ نوجوان جسے ا دن چرچ آنا گوارا نہیں۔ مذہب کی کوئی پابندی قبول نہیں آخرت اور حیات بعد الموت کا کوئی یقین نہیں۔ ا شرافت کا کوئی احساس نہیں۔ یہ اگر مذہب کی رو سے چرچ میں نہ آئے تو کیا ہوا۔ کیوں نہ ان نوجوانوں کے ان مشغلوں کو چرچ میں لے آئیں۔ (شراب خانہ سے لوگ چرچ نہیں آتے تو کیوں نہ شراب خانہ میں ہی چرچ کو جائے) یہاں ہی رقص و سرود کی محفل سجائی جائے۔ ساز و طبلے کے ذریعہ انہیں مذہب سے آشنا کرنے کی کو کی جائے تاکہ چرچ اور گرجا گھر تو کم از کم آباد رہیں۔

نوجوانوں کی مذہب بیزاری اور اپنے مذہبی عبادت گاہوں سے بالکل دوری یہاں کے مذہبی رہنماؤ لیے ایک سامان عبرت بن گئی۔ انہوں نے اس پر قابو پانے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کیے اور نئے نئے وضع کیے لیکن کامیابی نہ مل سکی بلکہ اس نئے طریقے میں شرف انسانیت کی جو تذلیل ہوتی رہی ہے اس سے برطا باشندے بے خبر نہیں ہیں۔ حال ہی میں شیفیلڈ کے ایک پادری کا شرمناک کردار سامنے آیا ہے جس نوجوانوں کو مذہب کے سائے میں لانے کے عنوان پر نائن او کلاک سروس (CLOCK SERVICE) 'O'

کے نام سے ایک سروس شروع کی (اس سروس میں عیسائی مذہب کے کون کون سے اصول پامال ہوئے اس سے بحث نہیں یہاں کے دوسرے مذہبی رہنما اس پر بیانات دے چکے ہیں) جس میں موجودہ دور کے نوجوانوں کے تقاضے سامنے رکھے گئے۔ ابتداءً اس نے اپنا حلقہ وسیع کیا اور لڑکوں لڑکیوں نے اس گروپ میں شرکت کرنا پسند کیا۔ لیکن یکایک برطانیہ کے صف اوّل کے اخبارات اور ٹیلیویژن کی عالمی خبروں میں یہ انکشاف کیا گیا کہ اس سروس کا مذہبی رہنما کئی جنسی اسکینڈلوں میں ملوث پایا گیا اور اس نے چندے میں آنے والی رقوم اپنی عیاشیوں میں صرف کی اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ انکشاف خود اس کے چرچ گروپ نے کیا (یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آخر وہ کونسی وجوہات تھیں جن کی بنا پر چرچ گروپ کو یہ انکشاف کرنا پڑا اور پچھلے دو سالوں میں چرچ گروپ نے یہ سب کچھ کیسے برداشت کیا تھا) اس انکشاف سے چرچ آف انگلینڈ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اخبارات میں تبصرے اور ٹی وی پر مذاکرات اور تبادلہ خیالات کی مجلسیں قائم کیں۔ بعض مذہبی رہنماؤں نے اس سلسلے میں دوسرے چرچز کی بھی تحقیقات پر زور دیا، جب کہ دیگر رہنماؤں نے شیفیلڈ کے اس پادری کو ذہنی اور روحانی مریض قرار دے کر اس کے کردار پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی اور کہا گیا کہ اس پادری کو روحانی علاج کی سخت ضرورت ہے۔ روزنامہ جنگ لندن کی خبر کے مطابق۔

> جنسی اسکینڈل میں ملوث پادری کرس برین کو روحانی رہنمائی کی پیش کش کی گئی ہے شیفیلڈ میں چرچ کے حکام ایسے پادریوں کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اس پادری کی روحانی مدد کر سکیں۔ کرس برین آج کل ہسپتال میں نفسیاتی علاج کے لیے داخل ہے۔ اس کے چرچ گروپ نے الزام لگایا تھا کہ کرس برین انہیں جنسی اور ذہنی طور پر تکلیف پہنچاتا تھا۔ اور چندے میں آنے والی پوری رقوم اپنے ذاتی عیش وآرام پر خرچ کر دیتا تھا۔ (جنگ ۳۰/ اگست ۹۵ء)

یہ نہ سمجھئے کہ یہ اپنی قسم کا شاید پہلا واقعہ ہے۔ نہیں، برطانیہ میں ہر آئے دن کسی نہ کسی پادری اور مذہبی رہنماؤں کے شرمناک رازوں کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔ ابھی کئی پادریوں کے خلاف جنسی اسکینڈل میں مقدمات چل رہے ہیں جن میں نوعمر لڑکوں پر مبینہ جنسی حملے کے کیس بھی ہیں اور پولیس ان سب کی تحقیقات کر رہی ہے اور کئی اہم قسم کے کردار کے باعث استعفاء دینے پر مجبور بھی ہوئے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کالی بھیڑیں صرف ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے مذاہب میں بھی اس قسم کی کالی بھیڑیں ہیں۔ ہمیں افسوس صرف اس بات کا ہے کہ اس قسم کے افسوسناک اور شرمناک کردار کو نہ صرف یہ لوگ گوارا کرتے ہیں بلکہ اسے روحانی مرض کے کھاتے میں ڈال کر اس پر تاویلات کا سیاہ پردہ ڈال دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ مذہبی رہنما اس قسم کی غیر اخلاقی حرکت کے خلاف کھل کر میدان عمل میں آئیں اور اسے مذہب سے بغاوت قرار دینے کے ساتھ ساتھ خلاف قانون اور اس پر سخت سزا کا مطالبہ

کریں۔ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یورپ اور برطانیہ میں زنا جیسے خبیث فعل کے بارے میں سخت رویہ اختیار کرنا تہذیب کے خلاف ہے بلکہ اس سلسلے میں مفاہمانہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جسم فروشی کو خلاف قانون نہ قرار دیا جائے بلکہ اسے قانونی شکل دے دی جائے تو یہ بیماری آسانی سے ختم ہو جائے گی۔ ایڈنبرا کے بشپ ریور رچرڈ ہالووے جب اپنے عہدے پر آئے اور ابھی چند ماہ ہی گزرے کہ انہوں نے کھلے عام یہ بیان دیا کہ۔

"زنا کے بارے میں زیادہ مفاہمانہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ ایڈز کے پھیلاؤ کو روکنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ منشیات اور جسم فروشی کو قانونی تحفظ فراہم کر دیا جائے۔ ایک ٹی وی انٹرویو میں بشپ نے کہا کہ منشیات اور جسم فروشی کو جرم قرار دے کر ان کو کنٹرول کرنا مشکل بنا دیا گیا ہے۔ اگر ان کو (جسم فروشی کو) قانونی بنا دیا جائے تو ان پر قابو پانا آسان ہو جائے گا" انہوں نے کہا کہ یہ کہنا کہ ایڈز ہم جنس پرستوں پر خدا کا عذاب ہے غلط اور غیر منطقی ہے (جنگ لندن ۱۸ مئی ۹۵ء)

غور کیجئے کہ جب بشپ اور اعلیٰ درجے کے مذہبی رہنما جسم فروشی کو قانونی قرار دینے کے مطالبے کریں اور قوم کو گندگیوں میں دھکیلنے کے لیے اپنی ساری کوششیں بروئے کار لائیں تو وہ قوم اور معاشرہ کتنا صحت مند ہو سکے گا۔ اور اس قوم کی اخلاقی حالت کیا ہو گی جس کے رہنما، جسم فروشی کی کھلے عام اجازت طلب کریں اور اسے قانونی تحفظ دینے کے مطالبے کریں۔

بشپ کے اس بیان کو بعض مذہبی رہنماؤں نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا لیکن مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ کے اکثر مذہبی رہنما اس بیان کی تائید میں کھڑے ہیں۔ اور وہ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ غیر شادی شدہ مرد و عورت کا ازدواجی تعلق نہ اخلاقاً کوئی جرم ہے نہ مذہباً اسے کوئی گناہ کہا جا سکتا ہے۔ ایڈنبرا کے بشپ نے اس جسم فروشی اور زناکاری کو قانونی تحفظ دینے کے لیے آواز اٹھائی جب کہ چرچ آف انگلینڈ نے اعلان عام کر دیا کہ غیر شادی شدہ لوگ اگر ازدواجی زندگی گزاریں تو یہ کوئی گناہ کی بات نہیں اور نہ ایسے لوگ مذہب کی رو سے کوئی گنہگار سمجھے جائیں گے۔ (روزنامہ جنگ لندن کی خبر کے مطابق)

چرچ آف انگلینڈ کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ بغیر شادی کیے اکٹھے زندگی بسر کرنا گناہ نہیں ہے لہٰذا ایسے افراد کے لیے آئندہ گناہ کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ ان دنوں جو عورتیں اور مرد بغیر شادی اکٹھے رہ رہے ہیں ان کی تعداد شادی شدہ لوگوں کے قریب پہنچ گئی ہے۔ یہ بات خاندانوں کے بارے میں چرچ آف انگلینڈ کی ایک رپورٹ میں کہی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۰ء تک

یہ صورت حال ہو گی کہ ہر پانچ میں سے چار جوڑے، بغیر شادی کیے اکٹھے رہ رہے ہوں گے اور ازدواجی زندگی بسر کریں گے اور ان کی زندگی کو گناہ کی زندگی کہنا جائز نہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہم جنس پرستوں مردوں اور عورتوں کو اس مذہب میں شامل ہونے پر خوش آمدید کہنا چاہیئے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۸ رجون ۹۵ء)

اب آپ ہی سوچیں کہ جب کسی بگڑے معاشرے کا سختی سے محاسبہ کرنے اور اسے راہ راست پر لانے کے بجائے قانون اور مذہبی طور پر یہ اجازت دے دی جائے کہ شادی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بغیر شادی کیے جنسی تعلقات پر نہ قانونی گرفت ہو گی نہ مذہبی طور پر اسے گناہ سمجھا اور کیا جائے گا تو اس کا نتیجہ کس خوفناک شکل میں سامنے آئے گا؟ ۔ کیا ان مذہبی رہنماؤں کے اس اعلان کے بعد بگڑے نوجوانوں کو اور زیادہ کھلی چھٹی نہ مل گئی کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں۔ ان پر کوئی پابندی نہیں۔ عفت وعظمت کا جب چاہیں سودا کریں اور جب چاہیں اس سودے کو ختم کریں۔ چرچ آف انگلینڈ کے رہنماؤں اور بشپ کے ان بیانات سے آئندہ کتنی خطرناک صورت حال سامنے آئے گی یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ لیکن اس وقت جو نقشہ ہمارے سامنے ہے اسے مندرجہ ذیل دو خبروں میں ملاحظہ فرمائیے۔

برطانیہ میں ۱۹۹۲ء کے دوران ۴۴ فیصد خواتین شادی شدہ زندگی سے باہر حاملہ ہوئیں دس سال قبل یہ تعداد ۳۰ فیصد تھی محکمہ مردم شماری کے مطابق ان میں سے ایک تہائی سے قدرے زیادہ حاملہ خواتین نے اسقاط حمل کرایا اور ہر دس میں سے چھ یا ۸ بچے شادی شدہ زندگی سے باہر ہوئے جو ۱۸ فیصد اضافہ تھا محکمہ کے مطابق ۱۹۹۲ء کے دوران ۸ لاکھ ۲۸ ہزار خواتین حاملہ ہوئیں جو سابق سالوں کی بہ نسبت ۳ فیصد یا ۲۷ ہزار کم تھیں ۸ لاکھ ۲۸ ہزار میں سے ۱۹ فیصد اسقاط حمل ہوئے ۱۶ سال سے کم عمر کی ۱۵ فیصد لڑکیوں نے اسقاط حمل کرائے۔ (جنگ لندن ۲۷ رجولائی ۹۵ء)

۱۹۹۲ء میں غیر شادی شدہ کے اکٹھے رہنے اور اس کے نتیجے میں خواتین کے حاملہ ہونے کی تعداد ۴۴ فیصد تھی۔ اور اب ۱۹۹۵ء کے وسط تک اس میں اور اضافہ ہو گیا۔ محکمہ مردم شماری کی ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں نصف سے زیادہ خواتین بغیر شادی کیے حاملہ ہو گئی ہیں یہ تناسب ۱۹۹۲ء میں ۴۴ فیصد اور دس سال قبل ۳۰ فیصد تھا ...... اور شادیوں کی تعداد گھٹ کر تین لاکھ سے بھی کم ہو گئی (جنگ لندن ۲۶ / اگست ۹۵ء)

اب غور فرمائیے کہ جب مذہبی رہنماؤں نے بغیر شادی کیے اکٹھے رہنے کو جائز قرار دے کر ایسے زناکاروں

کو گنہگار سمجھنے سے بھی انکار کر دیا ہے کیا اس تعداد میں اضافے کا باعث نہیں بنے گا؟

یاد رکھیئے کہ برائی کو اگر برائی سمجھا جائے تو وقت آتا ہے اس برائی سے بچنے کی فکر کی جاتی ہے اور اس کے خلاف آواز اٹھ ہی آتی ہے لیکن اگر کسی معاشرے میں برائی کو برائی نہ سمجھا جائے بلکہ اس برائی کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو قانونی اور مذہبی طور پر دبانے کی کوشش کی جائے تو پھر اس معاشرے میں بداخلاقی اور بدتہذیبی۔ بے شرمی و بے حیائی کے کتنے ہی مظاہرے کیوں نہ ہوں اور طرح طرح کی روحانی و جسمانی بیماریاں انہیں اپنے گھیرے میں کیوں نہ لیں پھر بھی کم ہے۔

آج کا یورپی اور امریکی معاشرہ جس طرز زندگی کو مہذب تہذیب قرار دے کر اسے قانونی اور مذہبی تحفظ دے رہا ہے اس کا انجام خود ان کے سامنے ہے۔ اہل اسلام اور اسلامی ممالک کو اس تہذیب جدید اور اس کے خوفناک انجام سے بچانے کے لیے کہنے والے سچ کہہ گئے ہیں۔ ؎

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

مغربی ممالک کے یہ سیاسی زعماء اور مذہبی رہنما اگر مسلمان مفکروں سے متفق نہیں تو انہیں کم از کم شہرۂ آفاق برطانوی مفکر اور مؤرخ آرنلڈ جے ٹائن بی کا یہ بیان پڑھ لینا چاہیئے جو اس نے اپنی آپ بیتی میں کہا ہے۔

مجھے ہم عصر مغربی تہذیب سے غصہ آتا ہے۔ اس لیے نہیں کہ یہ مغربی تہذیب ہے بلکہ اس لیے کہ مجھ پر اس کی خرابیاں آشکارا ہیں۔ (وما علینا الا البلاغ المبین یکم ستمبر ۹۵ء)

خطباتِ حقانی (حصہ اول)

افادات:۔ مولانا عبدالقیوم حقانی
پیش لفظ:۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید

تعمیرِ انسانیت، دعوت و تبلیغ، زہد و قناعت، وجودِ رب کائنات، فتنۂ انکارِ خدا، سرمایہ داری اور اشتراکیت، جہادِ افغانستان، کمیونسٹوں کے بے پناہ مظالم کی مختصر تاریخ، دو کردار اور دو ٹھکانے، اور دیگر کئی ایک اہم عنوانات پر مؤثر خطبات اور ولولہ انگیز تقاریر کا مجموعہ، سب کے لیے فکر و مطالعہ، غور و تدبر کا سامان، نیک اعمال اور اصلاحِ انقلاب امت کی پرخلوص دعوت

مؤتمر المصنفین ـــ دارالعلوم حقانیہ ـــ اکوڑہ خٹک ـــ پشاور